

Registerd

L. No 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتاہی

نمبر (۴۰) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتاہی۔ ۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء جلد (۳۵)

گلدستۂ اخبار

لاہور میں دو نئے شفاخانے کھولے جائینگے یعنی ایک کوتوالی کے پاس اور دوسرا دہلی دروازہ کے باہر۔ انمیں ایک حکیم اور دو وید رکھے جائینگے۔ ضلع سہارنپور میں دو تحصیلدار بجرم رشوت ستانی معطل ہوئے۔ ایک ہیڈ کانسٹبل برخاست اور ایک سب انسپکٹر کا تنزل ہوا۔ فرار شدہ کشن سنگھ برادر اجیت سنگھ ۱۳ ستمبر کو نیپال میں گرفتار ہوگیا۔ کلکتہ میں امام خان نامی ایک شخص کو چھ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ باوجود بے لیاقت ہونے کے مطب کرتا رہا۔ بابو بپن چندر پال کے دوست اپیل کرنا چاہتے ہیں مگر وہ نہیں مانتے۔ قابل مشیران قانون کی رائے ہے کہ عدالت مجسٹریٹ کا فیصلہ غلط ہے۔ اخبار بندے ماترم کا فیصلہ عدالت سے ہوگیا۔ ایڈیٹر لوڈ منیجر بری کئے گئے۔ پرنٹر کو تین ماہ کی قید ہوگئی۔ بمبئی کے ایک متمول یہودی نے الفنسٹن کالج بمبئی کو ۲۵ لاکھ روپیہ توسیع و تکمیل کالج کے لئے عطا کیا ہے۔ پونا کالج میں ایک جاسوس سادھو کے بھیس میں پھرتا تھا۔ طلبا نے اسکی خوب زدوکوب کی شکایت پر طلبا کو پرنسپل نے جرمانے کئے۔ پنجابی مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ بعض تعلیمی ضرورتوں کے متعلق مسلمانوں کی حالت پر خاص نظر عنایت کی درخواست ہیں ہزآنر نے فرمایا کہ وہ رعایا کے باقی دوسرے فرقوں کے حقوق کا لحاظ رکھکر جو ہو سکیگا کرینگے۔ اس سے دریغ نہوگا۔ مگر کوئی خاص فنڈ ہزآنر کے ہاتھ میں خاص عطیہ کے لئے نہیں ہے (آریہ گزٹ)۔ گوجرخان میں سکھوں کی جانب سے ایک خالصہ استری سدھار سبھا قایم ہوئی ہے جو ہفتہ وار برابر ایک خوب صورت عمارت میں منعقد ہوتی رہتی ہے جسکو مائی کاکی جی نے اسی غرض سے مخصوص کر دیا ہے۔ گوجرانوالہ میں ہیضہ پھیل رہا ہے کہتے ہیں کہ دس گیارہ وارداتیں ہو چکی ہیں یہہ سب سے پہلا موقعہ ہے کہ ایک چینی زنانہ طلبا ۲۸ اگست کو یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں تعلیم پانے کے گئی ہیں۔ انہوں نے چینی کالجوں میں تعلیم پائی ہے اور اب پو گھکیپی نیویارک کے وسٹر کالج میں تعلیم پائینگی۔ بوگانسٹر کے ایڈیٹر مسٹر بھوپندر دت کو جو آجکل جیل میں ہیں کہا جاتا ہے کہ بید کی ایسی سخت ضربیں لگائی گئیں کہ آخرکار انکو ہسپتال میں

لے جانے کی نوبت پہنچی جرم یہہ تھا کہ وہ قیدیوں کو شدھی کا پرچار کرتا تھا۔ برٹش گوئیانا کی بستی سے ۶۵۰ ہندوستانی واپس آئے ہیں ضلع آگرہ کا ایک باشندہ جو ۱۸۸۵ء میں گیا تھا وہ آٹھ ہزار روپیہ لایا ہے۔ دوسرا جو پٹنہ کے ضلع سے ۱۸۸۵ء میں گیا تھا وہ بھی اتنی ہی رقم لایا ہے۔ کل کمائی ۶۵۰ آدمیوں کی قریب نصف لاکھ کے ہے۔ نواب صاحب ڈھاکہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے جو ماہ دسمبر میں کرانچی میں ہونے والی ہے پریسیڈنٹ ہونگے کانفرنس کے متعلق مستورات کی دستکاریوں کی ایک نمائش بھی ہوگی۔ پنجاب چیف کورٹ نے بمقدمہ بابو لاہور کے مقدمہ کی اپیل میں حسب ذیل فیصلہ کیا ہے۔ پنڈت داس کی اپیل نامنظور ہوئی۔ دینا ناتھ کی سزا پانچ سال کی قید سخت کے بجائے کم ہوکر دو سال کی قید سخت رہیگی۔ مطبع ہندوستان کی ضبطی کا فیصلہ بھی نامنظور ہوا۔ دیوان ٹیک چند صاحب آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر لودیانہ عربی کی تعلیم کے لئے چھ ماہ کی رخصت پر مصر جانے والے ہیں اور مسٹر فلش صاحب رخصت سے واپس آکر انکی جگہ متعین ہوں گے۔ ہندوستان کی ریلوے کی آمدنی میں یکم اپریل سے ۱۷ اگست تک گذشتہ سال کی نسبت ایک کروڑ اور ۳۲ لاکھ روپیہ کی زیادتی

ایڈیٹوریل نوٹس

اخبار کے اس نمبر میں ہم ایک بزرگ کی خدمت میں کھلی چٹھی درج کرتے ہیں۔ حسب درخواست نامہ نگار ہم اُس کو کنونشن سیالکوٹ کی میعاد کے اندر بوجہ نہ پہنچنے خط بروقت پر درج اخبار نہیں کر سکے۔ لیکن چونکہ بزرگ صاحب جنکی طرف آپ مخاطب ہیں زندہ ہیں۔ اور غالباً وہ کوڑھی۔ لولے۔ لنگڑے بھی بدستور موجود ہوں گے جن کے بارے میں آپ تحریک کرتے ہیں لہٰذا آپ کی کھلی چٹھی اب بھی میعاد کے اندر ہے اور داخلخارج ہونے کے بجائے اب بھی قابل سماعت ہے۔ لہٰذا امید واثق ہے کہ صاحب موصوف آپ کے سوال کا جواب تسلی بخش دینگے۔

سیالکوٹ کنونشن کے بارے میں ہمکو مختلف خیالات نظر آئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کنونشن کے متعلق جو سال بہ سال سیالکوٹ میں منعقد ہوتا ہے اُس کے حسن و قبح ظاہر کئے جاویں۔ ہمپر یہہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ کنونشن کے بارہ میں پبلک متفق الرائے نہیں ہے۔ ہم یہہ تو نہیں چاہتے کہ کنونشن مذکور کے بارہ میں نکتہ چینی کی جاوے لیکن یہہ ضروری سمجھتے ہیں کہ خیالات کا اظہار کیا جاوے تاکہ اگر ممکن ہو تو مختلف خیالات کو ایک جگہ فوکس کر کے اتفاق پیدا کیا جاوے اور کنونشن کا کام نہ صرف قائم اور جاری رہے بلکہ بڑھتا جاوے۔ مثلاً ایک بھنک جو ہمارے کان میں پڑی سو یہہ تھی کہ فقط سیالکوٹ کو اس کنونشن کا مرکز بنانا ضروری نہیں ہے۔ پھر ایک گوشہ سے یہہ ندا بھی آئی کہ اس قسم کے کنونشن کا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی یہہ رائے ہے کہ جب تک اسی ملک کے لیڈر کھڑے نہیں ہوں گے اور خود بخود اس ملک کے مسیحیوں کی رضامندی سے ویسے جلسے قایم نہیں کرینگے تب تک ایسے جلسے ریاکاری کی آڑ بنینگے۔ بعض نے یہہ خیال ظاہر کیا کہ کنونشن میں تو دیسی مسیحی اور مشنری صاحبان آپس میں بغلگیر ہوتے ہیں لیکن باہر جا کے پھر بدستور اپنا معمولی پہلو جاری رکھتے ہیں۔ بعض سلسلہ اقرارات کے اظہار سے متنفر ہوتے نظر آئے۔ بعض مرزائی سے دعوؤں پر مضحکہ اڑاتے تھے۔ خیر ہم نے اس امر کا کافی اشارہ کر دیا ہے کہ کنونشن کے بارہ میں پبلک کا اتفاق نہیں لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ وہ اصحاب جنکو اکثر کنونشن میں حاضر ہونے کا افتخار حاصل ہوا اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اظہار کرتے ہوئے اس امر کو مدنظر رکھیں کہ کسی پر شخصی حملہ نہ کیا جاوے اور نہ ذاتی کدورت پائی جاوے۔ اور جہاں تک ہو سکے چشم پوشی سے کام لیا جاوے تب تو آپ صاحبان کی رائے کا اثر دوسروں پر پڑ سکیگا۔ ورنہ ہرگز نہیں۔ وہ صاحبان جو اس کنونشن میں حاضر ہو کے واقعی مستفید اور مستفیض ہوئے ہیں ہم انکی گواہی بھی سننا چاہتے ہیں۔ تاکہ دیگر لوگ جو کنونشن میں حاضر نہیں ہو سکے ان کی گواہی سے فیض حاصل کریں۔

قادیانی الہام کی حقیقت قادیانی میان کو خدا کے فضل سے کچھ ایسے خوش اعتقاد مرید ملے ہیں کہ سوچ سمجھکو جواب دے کہ مسیح موعود اپنے منہ میان مٹھو کی معمولی باتوں کو بھی الہام سے کم سمجھنے پر تیار نہیں ہیں اور اسی لئے شاید مرزا صاحب کے پھر اب معمولی الہام اترنے شروع ہوئے ہیں۔ کیونکہ کسی آیندہ واقع کو بتانے کے متعلق تو الہام بازی کا ہمیشہ دیوالہ ہی نکلتا رہا۔ لیکن معمولی باتوں کے ٹھیک ہونے میں تو کامیابی کی بہت حد تک امید اُسے ہو سکتی ہے چنانچہ دسمبر کے "بدر" میں ایک الہام یوں گھڑا گیا ہے کہ حضرت کے فرزند تپ سے بیمار تھے۔ اس پر حضرت نے دعا کی اور الہام ہوا کہ "قبول ہو گئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا" اس پر بدر میان لوٹ پوٹ ہوئے جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ٹھیک دسویں دن بخار ٹوٹ گیا۔ لیکن کیا بدر کو یہہ معلوم نہیں۔ کہ تپ کی میعاد اکثر لائق حکیم بڑے وثوق سے بتا سکتے ہیں اور جب نور الدین سے حکیم مرزا صاحب کے مصاحبوں میں سے ہیں۔ تو زیادہ اغلب یہہ ہے۔ کہ مرزا صاحب حکیم صاحب کے پاس گئے ہونگے۔ اور انہوں نے فرمایا ہو گا۔ کہ نو دن کے بعد بخار ٹوٹ جاویگا لیکن نہیں۔ مرزا صاحب کو تو ہر ایک بات سے اپنی مسیحیت کا ثبوت تلاش کرنا ہے۔ اور بیٹے کے بیمار ہونے پر بھی آپ کو الہام کی ہی سوجھی۔ لیکن باوجود اس کے کہ حکیم میعاد تپ وثوق سے بتا سکتے ہیں۔ ہمارے قادیان کا الہام کچھ بہت ہی بڑھا ہے۔ الہام بتاتا ہے۔ کہ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ حالانکہ الہام کی مدت کو نہ ہی بخار چڑھے نو دن ہوئے تھے۔ اور نہ ہی اسدن بخار ٹوٹا۔ بلکہ بخار تاریخ الہام سے بعد ٹوٹا۔ یہہ ہے مرزا صاحب کے ایک معمولی سے امر کے الہام کی حقیقت جس کی بابت حکیم بھی دعوے سے بتا سکتے ہیں۔

(انتخاب از پرکاش لاہور)

افسوس مرزا صاحب قادیانی کا لڑکا مبارک احمد جس کی صحت کا الہام تھا فوت ہو گیا ہے۔

(اہلحدیث امرتسر)

اخبار اہلحدیث راوی ہے کہ اخبار مسافر آگرہ کے ایڈیٹر پر ایک اور مقدمہ بننے کا خطرہ خود اسکو لگ رہا ہے۔ مگر مسافر کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ اس دفعہ ہم کسی قسم کی چون و چرا کے بغیر



سیالکوٹ کنونشن

چوتھی میٹنگ

۴ بجے شام سے ۵ بجے تک

پادری کتھوبل نے گیت کے ساتھ جلسہ کا افتتاح کیا بھائی وارث الدین صاحب نے دعا کی اور بعد میں لوقا ۲۴: ۴۹ برحسب ذیل درس دیا ۞

درس

خداوند اس مقام میں اپنے شاگردون کو حکم دیتا ہے کہ جب تک تم عالم بالا سے قوت نہ پاؤ یروشلم سے باہر نہ جانا۔ ہم لوگ جو سیالکوٹ کنونشن میں آتے ہیں جب تک عالم بالا سے قوت نہ پاوین سیالکوٹ سے باہر نہ جائیں۔ بلا قوت حاصل کئے یہان سے جانا بے فائدہ بلکہ نقصان کا باعث ہے۔ بغیر قوت حاصل کئے ہم کچھہ نہیں کر سکتے۔ اس آیت میں ذیل کی باتین پائی جاتی ہیں ۞

اول قدرت کی ضرورت۔ ہم کمزور اور نالائق اور اس کام کے بالکل ناقابل ہیں جس کے لئے خدا ہمکو بھیجتا ہے۔ پہلے قوت کی ضرورت ہمیں اس لئے ہے کہ ہم دلیری سے بھر جاوین۔ شاگردون کے سامنے ایک بڑا میدان کام کا اور مخالفتون کا کھلا پڑا تھا۔ جبتک انکو عالم بالا سے قوت نہ ملتی وہ اس کام کو کرنے اور مخالفتون پر فتحیاب ہونے کے قابل نہ تھے۔ وہ بزدل تھے اور ڈرتے تھے۔ اس لئے انکو عالم بالا کی قوت کی ضرورت تھی تاکہ وہ دلیر ہو جاویں۔ اور اپنے فیصلے کو کما حقہ پورا کر سکیں ۞

دویم قوت کی ضرورت اس لئے بھی تھی کہ اُن کو یسوع مسیح کی باتیں جو اُس نے زمین پر اُن کے ساتھ ہوتے ہوئے اُن سے کہی تھیں یاد آجاوین اور یون خدا کی مرضی کے مطابق واقعات پیش کر سکیں۔ انسان کا ذہن کمزور ہے اور وہ بھولنے والا ہے۔ مسیح کی باتیں یاد آئیں تاکہ اُن سے اُسکی وفاداری اور ہمدردی اور حسن سلوک ظاہر ہو۔ خداوند کے وعدون اور کاموں کو لوگون کے روبرو بخوبی پیش کر سکیں۔ اور یوں اپنی خدمت کے کام کو واجب طور پر ادا کر سکیں ۞

سویم قوت کی ضرورت اس لئے بھی تھی کہ وہ معجزات بھی کر سکیں جن باتون کی انہوں نے آسمانی ہدایت اور یاد کے ذریعہ سے لوگون کو تعلیم اور نصیحت دینی تھی اُن کی استقامت اور اپنے خداوند کی قدرت کو ظاہر کرنے کے لئے معجزات اور اچنبھے کام کرنے کی بھی ضرورت تھی۔ یہہ کام بھی مثل دیگر کاموں کے بلا امداد سماوی اُن سے ظہور میں آنے ناممکن تھے۔ چنانچہ اس قوت سے روز پنتیکوست پر ملبس ہونے کے بعد ہی اُن سے بہت سے عجوبہ کام اور معجزات ظہور میں آنے لگے اور خدا کا کام زیادہ کامیابی کے ساتھہ انجام پانے لگا ۞

چہارم تاکہ لوگون کے دل انکی منادی سے چھید جاویں۔ انسان اپنی دلائل اور منطق سے انسان کو قائل تو ضرور کر سکتا ہے مگر دل کا چھیدنا یا چوٹ لگانا روح کا کام ہے۔ چنانچہ عین روز پنتیکوست پر ہم دیکھتے ہیں کہ پطرس کی منادی سے سب کے سامعین کے دل "چھد گئے" اور وہ فوراً بول اٹھے کہ اے بھائیو ہم کیا کریں کہ نجات پائیں"۔ نہ صرف یہی بلکہ پولس کی مثال جس نے اس قوت سے ملبس ہو کر مسیحی جماعتیں قائم کیں۔ شاگرد دور دراز ملکون میں جا کر منادی کرنے لگے۔ اور استفنس کی بابت لکھا ہے کہ لوگ اس دانائی اور روح کا مقابلہ نہ کر سکے جس سے کہ وہ کلام کرتا تھا ۞

پنجم اس قوت کی اشد ضرورت اس لئے بھی تھی کہ وہ دنیا میں ہو کر دنیا کی مصیبتوں اور دکھون کو برداشت کرنے والے تھے۔ خداوند نے انکو دنیا میں سے چن لیا تھا۔ اب وہ دنیا کے نہیں رہے تھے۔ دنیا اُن سے عداوت کرتی تھی۔ اور مسیح کی بات پوری ہوتی تھی کہ جب انہوں نے میرے ساتھ بدسلوکی کی تو تمہارے ساتھ تو ضرور ہی کرینگے۔ نیز اس لئے کہ انکی طبیعت اور دنیا کی طبیعت میں بڑا تفاوت پڑ گیا تھا۔ رسول دنیا کی خرابیون اور شرارتون کو اُن کے سامنے رکھتے تھے۔ دنیا اُن کو پسند نہیں کرتی تھی اس لئے کہ اُس کے کام بُرے تھے پس ضروری تھا کہ وہ دنیا کی طرف سے دکھہ اٹھاتے اور مصائب سہتے اور اس لئے نہایت مناسب بلکہ لازم تھا کہ انکو اُن کے برداشت کرنے کی قوت حاصل ہو۔ اس لئے خداوند نے ان کو بتاکید حکم دیا تھا کہ یروشلم سے باہر نہ جانا تا وقتیکہ تم روح القدس سے قوت نہ پالو۔ اسے بھائیو اور بہنو۔ کیا یہی حکم آج ہم سب پر صادق نہیں آتا جو یہان سیالکوٹ میں کنونشن پر آئے ہیں؟ کیا خداوند اب ہمیں نہیں فرماتا کہ تم سیالکوٹ سے باہر نہ جانا جبتک کہ عالم بالا کی قوت سے ملبس نہو؟ کیا ہمکو بھی وہی مرحلے طے نہیں کرنے جو رسولون کو اس وقت طے کرنے تھے؟ کیا ہم خداوند کے اس تاکیدی حکم سے غفلت کریں اور بے پروائی سے یہان تماشہ دیکھا کریں اور ناواجب نکتہ چینیاں کریں! کاشکہ خداوند ہم میں سے ہر ایک کو عالم بالا کی اس قوت سے ملبس کرے جس کا اُس نے رسولوں سے وعدہ کیا تھا اور جس وعدہ کو اس نے کما حقہ نبھایا۔

ہمارے ہندوستانی مسیحیون اور کلیسیاؤں کو آج کل اس قوت کی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے کہ

اول ہمارے چاروں طرف غیر اقوام ہیں جنکا فرض ہم پر یہہ ہے کہ ہم انکو منادی کریں اور انکو مسیح پاس لاوین۔ اور وہ مسیحیوں سے علم میں دولت میں اور زور میں بڑھے ہوئے ہیں مگر انکو فتح کرنے کیلئے خداوند کی یہہ قوت نہایت ضروری ہے۔ اس قوت کے سامنے انکی فلاسفی اور منطق ناکارہ اور ہیچ ہیں۔ اس قوت سے انسانی حکمت کی لبھانے والی باتیں زیر ہو جائینگی ۞

دویم مسیحیوں کی حالت روحانی طور پر نہایت ابتر ہے۔ عبادت میں وہ بہت کم آتے ہیں۔ میں نے ایک شہر کی جماعت کا حال دیکھا کہ اتوار کے روز گرجے کے دونون گھنٹے بج گئے مگر وہان کے پاسٹر اور سوائے میرے عبادت کرنے والا کوئی نہیں تھا اگرچہ شہر کار کلیسیا بہت سے وہان رہتے تھے۔ بار میں میں نے کئی ایک جماعتیں دیکھیں جنمیں سینکڑون مسیحی آباد

ہیں مگر عبادت میں وہ بہت ہی کم آتے ہیں۔ کسی بڑے تہوار کو وہ آجاویں تو شاید آجاویں مگر انہیں بھی شاذونادر یہی حال چندہ دینے میں بھی ہے۔ میں نے ایک جگہ دیکھا کہ وہاں اور اُس کے گردونواح میں کم از کم چار پانچ مسیحی جماعتیں ہیں مگر انکا ماہواری چندہ صرف تین آنے سے زیادہ نہیں عبادت میں مشن کے ملازم اکثر آیا کرتے اور اکثر وہی قدرے چندہ بھی دیا کرتے ہیں مگر غیر ملازم مشن کو نہ تو عبادت کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ چندہ دینے کی پرواہ۔ مشن کے قانون علاوہ اس کے ایسے وجوہات ہیں جن سے خدا کا کام اکثر رک جاتا ہے۔ مثال کے طور پر بیٹس آباد اور منٹگمری والا میں۔ لاہور میں ایک شخص دیسی آدمی اور ایک انگریز لیڈی ایک ہی روز اتفاق سے فوت ہو گئے۔ غلطی سے وہ انگریزی لیڈی ہندوستانی قبرستان میں مدفون ہو گئیں اور دیسی آدمی کو جب انگریزی قبرستان میں بھول سے دفن کرنے کو لے جاتے تھے تو اتفاق سے جب صندوق کھول کے دیکھا گیا تو پتہ لگا کہ یہہ تو ہندوستانی ہے۔ پس اسی وقت اُس انگریز لیڈی کو قبر سے اکھاڑ کر انگریزی قبرستان میں دفن کیا اور اس دیسی شخص کو اُس ہندوستانی قبرستان میں دفن کیا۔ کیسی طرفدار اور افسوس ناک حالت اور تعصب کی حالت ہے کیا ایسی حالت میں ایک ایک مسیحی کو خواہ وہ ہندوستانی ہو خواہ پنجابی خواہ انگریز اس عالم بالا کی قوت کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا ہندوستان کی کلیسیا بغیر اس قوت کے ترقی کر سکتی ہے؟ اسی طرح اور بہت سی مشن کی پابندیاں جو کلام کے خلاف اور کام میں روک ڈالنے والی ہیں ؛

علاوہ اس کے کیسے افسوس کی بات ہو کہ لوگ اس شخص کو جو کلام کے مطابق زندگی بسر کرتا ہو پاگل اور مکار کہنے لگ پڑتے ہیں۔ مشنری لوگ اپنے منصبی فرائض سے اغماض کرتے ہیں ؛

چند سالوں کا عرصہ ہوا میں نے بچشم خود دیکھا کہ جھنگ بار بالکل جنگل اور ویران تھا۔ جہاں دن کو ڈر لگتا تھا مگر آج دیکھا جاتا ہے کہ جا بجا گاؤں آباد ہیں۔ کھیتیاں لہلہا رہی ہیں اور اور چاروں طرف سبزی ہی سبزی نظر آتی ہے مگر اس کا سبب کیا ہے؟ سبب اس کا وہ قوت ہی جو نہر سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح مسیحیوں کی روحانی شادابی اور بار آوری کیلئے خداوند کی قوت کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ریل اور تار کا حال ہے۔ اگر ریل کے انجن میں سٹیم کی مخفی قوت نہو تو جو کام اب ہوتا ہے اُس وقت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر تار میں برقی قوت نہو تو سب کچھ لوہا اور لکڑی ہی پڑا رہے۔ یہی مثال ہے مسیحیوں اور مسیحی کلیسیا کی جب تک انمیں وہ قوت نہو جو مسیح آسمان سے عنایت کرتا ہے۔ تب تک وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ مردہ اور بیکار ہیں ؛

خداوند میں قوت کی کثرت ہے۔ خدا اگرچہ اپنی قوت میں غنی ہے اور یہہ قوت وہ کثرت سے رکھتا ہے مگر انہیں شخصوں کو وہ یہہ قوت دیتا ہے جنکی زندگی کا تعلق اُن کے ساتھ ہے۔ جنہیں محبت۔ ایمان۔ دینداری ہے۔ اُن کو یہہ قوت دیتا ہے جن پر اُس کا اعتبار ہے کہ وہ اس قوت کو درست طور پر استعمال کرینگے اور اس کو پائمال نہ کرینگے جن کو وہ جانتا ہے کہ وہ میری فرمانبرداری کرینگے۔ مجھ پر بھروسہ رکھینگے۔ میرے کلام پر سوچا کرینگے۔ میری صلاح پر کاربند ہونگے۔ میری پیروی کرینگے۔ اور اپنی مرضی کو چھوڑ کر میری مرضی کے تابعدار رہینگے ؛

قوت ترقی کرتی ہے۔ یہہ ایک کلیہ قاعدہ ہے۔ میں نے گوجرہ میں پادری ہٹیمن صاحب کی یادگاری میں ایک پیپل لگایا۔ چونکہ اسمیں زندگی تھی وہ بڑھتا بڑھتا آج ساڑھے چار پانچ فیٹ بلند ہو گیا اور ہرا بھرا ہے۔ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور امید ہے کسی وقت وہ برومند ہوگا اور بہتوں کو اس سے فائدہ پہنچیگا۔ یہی حالت مسیحی کی ہے جس مسیحی میں یہہ قوت دائمی ہے وہ روز بروز ترقی کرتا اور مضبوط ہوتا جاتا ہے اور وقت پر پھل لاتا اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ جس میں یہہ زندگی نہیں ہے وہ ترقی ہرگز نہیں کر سکتا ؛

قوت حاصل کرنے کا ذریعہ یہہ ہے کہ مسیحی علی الصبح اٹھے اور خدا کے کلام کو پڑھے اور دعا کرے۔ ہر ایک دنیاوی کام کو چھوڑے سب سے پہلے کلام کا پڑھنا اور دعا کرنا لازم ہے جن پر تمام کامیابیوں کا انحصار ہے جس سے عالم بالا کی وہ قوت آسکتی ہے جس کا وعدہ اُس نے پہلے رسولوں سے کیا اور بعد میں رسولوں کے ذریعہ کل زمانہ کی مسیحی جماعتوں سے کیا گیا ہے۔ خدا کی آواز کو کلام سے سننا چاہئے۔ جن الفاظ میں وہ کلام میں ادا کیا گیا ہے وہی سمجھنا اور اُسی پر عمل کرنا چاہئے اپنے مطلب کے مطابق اس کلام کی تفسیر نکرنی چاہئے خدا پر پورا بھروسہ اور اعتبار رکھنا چاہئے ؛

یہہ آسمانی قوت ہم اس وقت حاصل کر سکتے ہیں جبکہ (۱) ہم میں اور خدا میں صفائی ہو جائے۔ ہر قسم کے گناہ سے دلی نفرت پیدا ہو جائے۔ اور خدا اور ہم میں جو رنجش ہے وہ بالکل دور ہو جائے (۲) جب ہم روز بروز دل سے خدا سے دعا مانگتے رہیں۔ کیونکہ لکھا ہے کہ مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ آخر میں میری عرض اور خواہش ہے کہ میں اُن تمام برکتوں کا ذکر کروں جو میں نے گذشتہ سال سے خداوند سے حاصل کیں ہیں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ کل اسی وقت انکا قدرے بیان کرونگا ؛

۱۲ ستمبر ۷½ بجے ۸½ بجے تک

جلسہ گیت اور دعا سے شروع ہوا۔ آسام کے پادری جونس صاحب نے فلپی ۳: ۱۰ و ۱۱ کے آخری فقرات پر نہایت پر اثر وعظ فرمایا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں پر بڑا اثر ہوا خود میرے دل پر بڑا بھاری اثر ہوا جو امید قوی ہے کہ میں ساری عمر اس کو نہ بھولونگا اور نہ ہی وہ مجھ سے جاتا رہیگا بلکہ میں حتی المقدور اسکی پیروی کرونگا۔ اگرچہ صاحب موصوف انگریزی میں درس دیتے تھے اور پادری گارڈن صاحب اُس کا ترجمہ اردو میں کرتے مگر پھر بھی درس پر اثر تھا۔ آپنے حسب ذیل باتیں پیش کیں جو اختصاراً ہدیہ ناظرین ہے ؛



فقرات مذکورہ بالا یہہ ہیں "وہ اپنے چال چلن سے مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں.... اور وہ دنیا کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں" یعنی مسیح کی صلیب کے دشمن وہ لوگ ہیں جو اپنا چال چلن درست نہیں رکھتے اور جو دنیا کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں۔ یہہ دونوں فقرے واجب طور پر آپسمین ملکر ایک ہی فقرہ جن سکتے ہیں کیونکہ انکا خشو جو ہے وہ اس آخری فقرہ کی صرف تشریح ہے یعنی وہ وہی ہیں جو آخری فقرہ سے مفہوم ہوتے ہیں ؛

ہم عام طور پر خیال کرتے ہیں کہ ہنود مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں۔ ہم انکو اس لقب سے ملقب کرتے ہیں مگر رسول یہان فرماتا ہے کہ نہیں یہہ درست نہیں ہے۔ بلکہ مسیح کی صلیب کے دشمن وہ ہیں جو مسیح کی صلیب کو دنیاوی مقاصد اور غرض سے دیکھتے یا قبول کرتے ہیں۔ جو مسیح کی صلیب کی بابت دنیاوی طور پر خیال و استدلال کرتے ہیں۔ جو اپنے چال چلن سے اس کے خلاف کرتے ہیں۔ جو کنونشن میں آتے ہیں اور مسیح کی صلیب کو غیروں کی طرح دیکھتے ہیں وہی مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں۔ جو مسیح کی صلیب کا ظاہری طور پر اقرار کرتے ہیں مگر اسکی اشاعت اور منادی سے شرماتے ہیں۔ مسیح کی صلیب کی نسبت بائبل کی تعلیم اور ہے اور دنیا کی تعلیم اور ہے۔ اس لئے اب آؤ ہم مسیح کی صلیب کو ان دونوں کی روشنی میں دیکھیں اور دریافت کریں کہ دراصل مسیح کی صلیب کے دشمن کون ہیں ؛

(۱) دنیا مسیح کی صلیب کو حقیر سمجھتی ہے اور اس کو پھینکدیے جانے والی شے تصور کرتی ہے۔ مگر مسیح فرماتا ہے کہ وہ ایک ایسی شے ہے جس کا اپنے اوپر اوٹھانا ضروری ہے ہمارا فرض ہے کہ صلیب کو ارادۃً اور جان بوجھکر اٹھاوین اپنے کاندھون پر رکھیں اور اس کو نئے پھرین ہم اپنے چال چلن سے اسکی تائید کرین۔ اور ثابت کرین کہ ان ہم اسکی صلیب کو اٹھانے ہوئے ہیں۔ ہم جو کنونشن میں آئے ہوئے ہیں اس کو روحانی آنکھوں سے دیکھیں۔ اس کو اٹھانے سے ہار نہ جاوین۔ اے عزیزو جو یہان کنونشن میں آئے ہو کیا تم نے مسیح کی صلیب کو ارادۃً اور علانیہ جان بوجھکر اٹھایا ہے۔ یا پھینک دیا ہے ؟

(۲) دنیا کہتی ہے کہ صلیب ایک مستثنیٰ اور خاص چیز ہے جو خاص موقعوں میں اٹھانی چاہئے اور ہمارے خیال بھی ایسے ہی ہیں۔ مگر خداوند مسیح فرماتا ہے کہ نہیں۔ جو روز روز میری صلیب اٹھاکر میری پیروی نہیں کرتا وہ میری لائق نہیں ہے۔ اس سے اس نے ہمیں بتایا کہ یہہ ہماری روحانی زندگی کا ایک روزانہ قانون ہو اس قانون کی ملاوت کرنا بھی قانون کی پیروی کرنا ہے۔ جو شخص قانون قدرت کو توڑنے سے گنہگار ہوتا ہے اور طبعی سزا پاتا ہے اسی طرح وہ شخص جو روحانی عالم میں اس عالمگیر اور بے تبدیل قانون کی پیروی اور اسپر عمل نہیں کرتا وہ گنہگار ہے اور سزا پائیگا عزیزو۔ لازم ہے کہ ہم مسیح کی صلیب کو بڑے شوق اور خوشی سے اٹھاوین ؛

(۳) دنیا کہتی ہے کہ صلیب بُری چیز ہے مگر کلام کہتا ہے کہ یہہ اچھی چیز ہے ہمکو واجب ہے کہ مسیح کے ساتھ اپنے گناہوں کو مع گناہ کے بدن کی بُری خواہشوں کے صلیب پر ٹانگ دین مسیح ہمکو ہرگز استعمال نہ کریگا جب تک ہم اپنی دولت۔ دوست۔ رشتہ دارون۔ علم اور ہنر کو اسکی خدمت کے لئے صلیب پر نہ کھینچ دین۔ اگر تم صلیب نہ اٹھاؤ تو اسکی خدمت ہرگز نہیں کر سکتے۔ مسیح خداوند نے فرمایا ہے جو کوئی میری صلیب اٹھاکر میری پیروی نہیں کرتا وہ میرے لائق نہیں ہے ؛

(۴) دنیا کہتی ہے تم مسیح کی صلیب کو پیچھے رکھو۔ مگر مسیح فرماتا ہے صلیب کو اپنے سامنے رکھو۔ اپنی تعلیم اور منادی اور ہر ایک کام میں سب سے پہلا درجہ اسکو دو پطرس نے مسیح کو صلاح دی تھی کہ ایسا نہو یعنی تو مصلوب نہو مگر مسیح نے اسکو ملامت کی اور اپنا رخ سیدھا یروشلم کیطرف کیا جہان صلیب تھی مسیح نے اُس کو اپنے سامنے رکھا اور اسکو پشت کے پیچھے نہ پھینکا۔ کیا مسیح کی صلیب کو بازاروں میں۔ مدرسوں میں ہسپتالوں میں اور گرجوں میں اور کنونشن میں اپنے آگے کیطرف رکھتے ہو یا پیچھے کی طرف ؟ یہہ تمام باتین اس امر پر منحصر ہیں کہ مسیح کی صلیب کی بابت ہمارا طرز عمل کیا ہے ؟ کاشکہ ہمارے خیال مسیح اور اس کی صلیب کی بابت ویسے ہی ہوں جیسے مسیح اور اُس کے رسولوں کے تھے !

یہہ باتین کہکر پادری صاحب بیٹھ گئے اور چیرمین صاحب نے اس کے متعلق اور بہت سی مفید باتین کہکر اسکی تصدیق کی۔ علاوہ ان کے انہوں نے انگلستان کے ایک چارلس سیمین کا ذکر کیا اور اس جلسہ کو برخاست کیا۔ چارلس سیمین کا ذکر یون ہے کہ یہہ شخص مسیح کی صلیب کا غایت درجہ دلدادہ تھا وہ ہمیشہ اور ہر جگہ بڑی سرگرمی سے مسیح کی صلیب کی منادی کرتا پھرتا تھا۔ اس سبب سے لوگ اس کے مخالف اور دشمن ہوگئے۔ اور اُس کو بہت ستانے لگ پڑے ایک روز یہہ شخص اس مصیبت اور ایذا رسانی اور مخالفت سے تنگ آکر نہایت پریشان ہوا۔ اسی حالت میں وہ ایک سڑک پر اپنے آپ میں یہہ سوچتا چلا جا رہا تھا کہ یا خدا تو مجھے اپنے کلام سے اطمینان دے اور میری اس پریشان خاطری کو دور کر۔ اُس نے فوراً یقین خیال کیا کہ مجھے یہہ اطمینان خطوں میں سے ملیگا۔ اس نیت سے اس نے اپنی انجیل کو یکلخت کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ انجیل اُس کے ہاتھ میں الٹی تھی یعنی انجیل بائیں طرف اور خطوط دہنی طرف اس سے اس نے معلوم کیا کہ خداوند فرماتا ہے کہ تیرے خیال کے برعکس وہ اطمینان خطوں میں نہیں ہے بلکہ اناجیل میں ہے پس اس نے اُس کو سیدھی کر کے پڑھا اور یہہ آیت اس کے سامنے آئی کہ جب باہر آئے تو انہیں شمعون نام ایک کرینی آدمی ملا اُسے بیگار میں پکڑا کہ اُس کی صلیب اُٹھائے شمعون نے جب اس آیت کے مضمون کو اور اپنا نام پڑھا تو اطمینان پایا اور اس نے کہا بیشک خدا نے مجھے شمعون شمعون

انگریزی میں متعین ہے)کو کچرا ہے کہ میں اُسکی صلیب اٹھاؤن پس لازم ہے کہ میں اس کی صلیب اٹھانے سے ہار نہ جاؤن ۔وہ اس وقت سے اور زیادہ دلیر اور مضبوط ہوگیا اور تمام مخالفون پر اُس نے فتح پائی ؂ (اسسٹنٹ اڈیٹر)

مُراسلات

فضیلت

فضیلت کا پہلا نمبر اخبار نور افشان مطبوعہ ۹ر اگست اور دوسرا ۱۳ر ستمبر میں شایع ہو چکے ہیں۔ یہہ فضیلت کا تیرا نمبر ہے۔ پہلے دو نمبرون میں بعض باتین قابل مراحت ہیں۔ مثلاً پہلے نمبر میں حوالہ دیا گیا تھا کہ بموجب سورہ ضحیٰ آیات و تا ۸ محمد صاحب یتیم تھے اور اس کے مقابل سورۂ آل عمران کی ۵۲ آیت کے مطابق مسیح کمثل آدم یتیمی کی صفت انسان کے لئے معیوب نہیں۔ لیکن مسیح کی فضیلت کمثل آدم بیان ہونے میں کیا ہے ؟ ذرا غور فرمایئے کہ سورہ اعراف ۱۱ آیت کے موافق حکم ہوا کہ سب فرشتے آ کے آدم کو سجدہ کرین۔ اور سوا ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ یہہ سجدہ کیسا تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ یہہ سجدہ تعظیم تھا نہ سجدہ عبادت مگر قرآن کو آپ بتلانا چاہئے کہ کیسا سجدہ تھا اس لئے کہ قرآن شرک کی تعلیم سے گویا نہایت مبرا ہے۔ اور یہہ تعلیم تو شرک کی ہے کہ عاجز انسان کو سب فرشتون کا مسجود بنانا ہے۔ شرک کی بنیاد آپ ہی اولاً ڈالتا ہے۔ سورہ ص آیت ۷۲ میں قرآن اس سجدہ کا کچھ سبب بتلاتا ہے کہ جب میں ٹھیکری مٹی سے بناکے درست کرون اور اسمیں اپنی روح پھونک دون تب تم سب اُسکو سجدہ کرنا۔ پس ثابت ہوگیا کہ خدا اپنی الوہیت کی روح اُسمیں ڈال کے سجدہ کا حکم دیتا ہے تب آدم کو سجدہ کرنا خدا ہی کو سجدہ کا حکم دیتا ہے۔ تب آدم کو سجدہ کرنا خدا ہی کو سجدہ ہوا گویا وہ اپنی روح سے اُسمیں آیا۔ اور یہہ کچھ شرک نہ ہوا۔ آدم خدا کا خلیفہ امانت بردار ہو کے مظہر الٰہی ہوا اور بحکم خدا مسجود ٹھہرا۔ تب فرشتے مشرک نہ ہوئے اور ابلیس جس نے سجدہ نہ کیا اور آدم کو حقیر جانا ابدی ملعون ہوگیا

اب بتاؤ کہ یہہ آدم جو گر گیا اور یہہ خلافت جو بگڑ گئی اور یہہ درجہ جو اُسے ملا تھا جاتا رہا اس کا کچھ تدارک بھی خدا کریگا یا نہیں۔ اگر نہیں تو خدا کے ارادہ پر شیطان کا منصوبہ غالب آیا اور خلافت الٰہی جو آدم کو ملی تھی شیطان کے گھر پہنچی ۔اور جو وہ کچھ کریگا تو قرآن ہی تبلادے کہ کیا کریگا ؟ خلافت پھر بحال ہوگی یا نہ ؟ اس بات کا ذکر قرآن میں صاف صاف تو نہیں ہے ہان بعض اشارات موجود ہیں کہ جن سے بائبل کے بیان کی تصدیق نکلتی ہے مثلاً خدانے دوسرا آدم پیدا کیا ہے کہ ان مثل عیسیٰ عند اللّٰه کمثل آدم۔ عیسیٰ کو خدانے آدم کے طور پر کس غرض سے پیدا کیا ؟ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی سوا اس کے کہ وہ خدا کا خلیفہ ہو۔ پھر قرآن کہتا ہے کہ داؤد کو خدا نے خلیفہ مقرر کیا ہے اور عیسیٰ ابن داؤد ہے۔ پھر لکھا ہے کہ مریم کی ذریت کو جو عیسیٰ ہے شیطان نے نہیں چھوا ۔یس وہ دنیا سے پاک ہی گیا اور جب پیدا ہوا تھا تو اُس کو سب فرشتون نے سجدہ بھی کیا تھا پھر کیون نہ مانا جائے کہ وہی خدا کا خلیفہ ہے ؂

ہر ایک اہل مذہب کے نزدیک یہہ بات قابل تسلیم ہے کہ خدا تعالیٰ جلّ و علیٰ شانہٗ یا اُسی مفہوم سے بالفاظ دیگر پرم ایشر در پرمیشور جو سب کا خالق اور مالک ہے وہ اپنی شوکت کسی دوسرے کو نہ دیگا۔ یعنی اپنی خاص اور ذاتی صفات میں سے کسی غیر ذات کو ہرگز منسوب نہ کریگا ۔اگر خدا تعالیٰ وہ صفت جو اُس کی ذات خاص سے نسبت رکھتی ہے کسی غیر کو منسوب کرے تو گویا شرک سکھلانے والا ٹھہریگا تو ایسا کرنا اُسکی ذات پاک سے بعید ہے۔ لیکن اگر یہہ ثابت ہو جائے کہ خود ذات باری تعالیٰ ہی نے کسی سے کوئی ایسی صفت منسوب کی ہے تو لامحالہ وہ شخص خدا کی ذات پاک سے کوئی غیر نہیں ہو سکتا ہے کہ بادی النظر میں باعث تشخص یا اقنومیت کے یا ضمایر میں۔ تُو۔ وُہ۔ کے جنہیں ہونے سے خیال غیریت کا گذرے لیکن درحقیقت وحدت ذات ایک ہی ہے ؂

خلق کرنا خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ایک خاص صفت ہے جو کسی مخلوق سے منسوب نہیں ہو سکتی اور نہ ہوئی ہے البتہ انسان اور حیوان ضایع ہوتے ہیں اور ہیں مگر خالق سواء خالق اور مالک خدا کے اور کوئی غیر نہیں ہے۔ سورۂ آل عمران ۴۹ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ مٹی کی چڑیان پیدا (خلق) کرکے اُسمیں روح پھونکتا تھا پھر وہ بہ حکم خدا ایک پرندہ ہو جاتا تھا ؂

اب خدا کا اذن کہو یا حکم کہو بہر صورت عیسیٰ کو ایسا حکم یا اذن ملا۔ کیا خدا نے اپنے غیر کو ایسا کرنے کی اجازت دی ؟ تاکہ کسی خاص صفت سے متصف ہو کر اُس کا ہمتا ہو جاوے یہان پر علماء اسلام اپنی تفاسیر مین ایسے متزلزل بیانی میں گرفتار ہو جاتے اور گھبرا جاتے ہیں جیسے کہ کلمتہ اللّٰه اور روح منہ کی تفسیر کرتے وقت۔ جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ مسیح کی الوہیت کے ثابت ہو جانے کے خوف سے غلطین جھانکتے ہیں کیونکہ اصلی عبارت کو بدل نہیں سکتے۔ پر اتنا نہیں سوچتے کہ عالمون کا قاعدہ ہے کہ جب کسی امر کا ذرا بھی کھوج لگ جائے تو جب تک پوری دقت اور عرقریزی کے ساتھ اُسکی تحقیقات ہر پہلو سے نہ کرلیوین اور مخالف اور موافق لوگون کے دلائل اور کتابون کو جانچ پڑتال نہ کر چکیں تب تک نہ تو آرام اور چین کر سکتے اور نہ صایب رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

اسے ناظرین صاحبان خاصکر اہل اسلام ہم یہی لوگ خواہ مخواہ ایسی بات کو قبول نہیں کرتے جو راست اور حق نہ ہو اگرچہ اُس سے ہماری تائید میں بہت کچھ استدلال ہو سکتا ہو۔ مگر اُس بات کو جو صورت واقعی اور حقیقت حال کے مطابق اور صحیح ہو ہم خوشی سے قبول کرتے اور آمنا وصدقنا



کہتے ہیں چنانچہ قرآن شریف بھی ہماری اس دیانتداری کی تائید کرتا ہے کہ عیسائی لوگ قرآن میں جہاں تک حق بات پاتے ہیں مان لیتے ہیں سورہ مائدہ آیت ۸۵ علیٰ ہذالقیاس جہاں تک ناحق ہو اسکو بھی پوشیدہ نہیں رکھتے۔ یہہ منصف مزاجی و رقت بہ برکت انجیل شریف ہے۔ اس لئے واضح رائے شریف ہو کہ مسیح کا گہوارہ میں بولنا اور مٹی سے پرند بنانا بے سند بات ہے اس بات کو آپ صاحبان جو قرآن کو مانتے ہیں مانیں تو مانیں۔ ہم نہیں مان سکتے لیکن خداوند مسیح کا کلمتہ اللہ ہونا لاریب کلام اللہ یعنی بائبل شریف کے مطابق ہے اگر آپ قرآن کی رہنمائی سے بائبل کا مطالعہ کریں تو آپ قرآن کو بھی ہماری مانند اچھی طرح سمجھ سکینگے۔ وان کنتم فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک ؁

راقم

میر عالم خان مسیحی

ایک بزرگ کی خدمت میں کھلی چٹھی

جب سے نورافشان میں اس امر کا مشتہر ہونا شروع ہوا ہے کہ فلاں صاحب گوجرہ میں بغیر دوائی کے مریضوں کو اچھا کرتے ہیں تب سے مجھے بہت سے مریض مثلاً کوڑھی۔ مبروص۔ لولے۔ لنگڑے۔ اندھے وغیرہ ستاتے ہیں کہ میں آپ سے درخواست کروں کہ اگر آپ انکو اچھا کرسکتے ہیں تو وہ آپ کے پاس آدین نیز یہہ بھی واضح ہو کہ اگر آپ بذریعہ چٹھی جلدی اطلاع دیں تو شاید کنونشن سیالکوٹ ہی میں آجاویں ورنہ اخبار ہی کے ذریعہ جواب عطا فرماویں کہ انکو کہاں روانہ کیا جاوے امید ہے کہ بہت جلد جناب جواب سے سرفراز فرماوینگے۔

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہیں وہ معاملہ نہ ہو جیسے امرتسر میں ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب مرحوم اور میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بحث میں ہوا کہ میرزا صاحب کے دعویٰ پر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب میڈیکل مشنری امرتسر نے اپنے ہسپتال کے مریضوں کو لاکر قطار لگا کے مرزا صاحب کے سامنے کھڑا کر دیا۔ پھر جو کچھ نتیجہ ہوا وہ مجھ سے اور آپ سے و دیگر ناظرین سے پوشیدہ نہیں سوچ سمجھکر بذریعہ اخبار نورافشان جواب دیجئے یاد رہے بصورت دیگر ایسے مریضوں کا آپ کے ذمہ ہوگا۔ فقط۔

راقم

تابعدار رحمت مسیح شاکر از شاہ کوٹ ضلع گوجرانوالہ

ڈیر اڈیٹر صاحب!

تسلیم۔ برائے مہربانی میرے اس مضمون کو اپنے اخبار گوہربار میں مندرج فرماکر بندے کو ممنون احسان فرماوینگے۔ عین نوازش ہوگی ؁

مسیحی دین کی ترقی کی تہہ میں خون کی ندیاں

مسیحی دین کی ترقی کی نسبت لوگوں کے عجیب و غریب خیالات ہیں۔ لیکن افسوس یہہ ہے کہ مسیحی دین کے اعلیٰ مقصد پر جس کے ذریعے ترقی کے میدان میں یہہ ہر مذہب سے گوئے سبقت لے گیا ہے مخالفین جیسا کہ چاہئے غور و فکر نہیں کرتے بلکہ تعصب کی عینک کو آنکھوں پر لگا کر وہ افترا پردازیاں کرتے ہیں جو کہ محض ایک تباہ کن خیالات متصور ہیں۔ اگر دیدۂ حق بین سے اس پر صداقت مسیحی دین کا مطالعہ کیا جاوے اور اس کی ابتدائی تکلیفات و مصائب پر نظر ڈالی جائے تو ضرور ہے کہ عوام الناس کے وہ خیال جو کہ فی زمانہ مسیحی دین کی نسبت غلط فہمی سے رواج پا گئے ہیں کمبخت کافور ہو جائیں گے اور ایسا معلوم ہوگا کہ گویا ابر ظلمت میں بجلی تاباں ہو گئی۔ اور نیز ان کو یہہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس عالمگیر دین نے شروع شروع میں جو جو سختیان اور مصائب جھیلی ہیں وہ اسی کا حصہ تھیں۔ چنانچہ تواریخ کلیسیا پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مسیح کے جان باز بہادروں نے بے قصور از حد مجرم رہ کر محض دھرم کی خاطر اپنی جانوں کو بلیدان کر دیا۔ وہ کون آدمی ہوگا جو کہ ان شہیدوں کے حالات پڑھکر کہ جنہوں نے اپنی زندگی قومی ہمدردی اور ملک کی خیرخواہی کے لئے نثار کر ڈالی آٹھ آٹھ آنسوں نہ روئے۔ ان بہادر شہیدوں کے استقلال کی تصویر جو کہ عین ان کی موت کے وقت اس وقت کے مصوروں نے کھینچی ہیں وہ کچھ ایسی ہی دلسوز ہیں کہ جن پر نظر ڈالنے سے انسان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ یہہ بہادر دنیاوی اختیارات سے تو پہلے ہی محروم تھے تس پر سرکاری احکامات کے ایکٹ ان کے برخلاف بڑی شد و مد سے جاری ہوتے تھے اور یہہ مصیبت و مشکلات کے زمانے ان بیکس مسیحیوں پر برسوں تک رہے۔ اس سے ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان بیچاروں پر کیا گذرتی ہوگی۔ لیکن ؎

جنہیں طرح مسیحا انہیں پرواہ کیا ہے
کاٹ لے سر یاں سو بریں بھی تو کھٹکا کیا ہے

دین مسیحی کے مخالف یہی چاہتے تھے کہ کسی طرح مسیحی دین صفحۂ دہر سے نیست و نابود ہو جائے۔ اور اسی غرض سے وہ مسیحیوں پر سیاست و عقوبت۔ ذلت و قتل میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے ان کی طرف سے کوئی ایسی ایذا نہ تھی جو کہ باقی رہ گئی ہو۔ کیونکہ مخالفوں کا خیال تھا کہ ہماری ایسی ایذارسانیوں سے مسیحی مسیح کا انکار کر کے ہمارے بتوں کے آگے جھک جائیں گے اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ مگر نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا ؁

جون جون مسیح کے جان باز بہادر شہید ہوتے تھے تون تون انکی جگہ اور بھی ہوتے جاتے تھے چنانچہ اس امر کی دلیل میں ہم اُس خط کو جوکہ ترتلیان نے افریقہ کے رومی صوبہ دار کو لکھا مختصراً ناظرین کے آگے پیش کرتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ اگر آپ کو عموماً عیسائیون کی تکلیف دہی منظور ہے جب ہزارہا مرد وعورت ہر عمر اور ہر درجے کے آپ کے سامنے کھڑے ہون گے اور عیسائی ہونے کا اقرار کرینگے تو آپ اُن کے قتل کرنے اور آگ میں جلانے کیواسطے اتنی تلوارین اور لکڑیاں کہان سے لائینگے ...... اگر آپ اپنے ارادے پر ثابت قدم رہینگے تو وہ فتح کشتی سے درہم برہم ہو جا سکتے ہیں لیکن آپ جو چاہو سو کرو ایسی فرقے کا تنزل کبھی نہ ہوگا۔ حقیقت میں یہہ ایسا جلد کبھی نہیں بڑھتا جیسا کہ اس وقت جبکہ اس پر ظلم ہوتا ہے کیونکہ اُس وقت ہر شخص جو عیسائیون کا استقلال اور تحمل دیکھتا ہے تو اُن کے مذہب کی حقیقت کا متفحص اور متلاشی ہوجاتا ہے اور حقیقت دریافت کرنے پر عیسائی ہوجاتا ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس سے ناظرین خیال کرسکتے ہیں کہ مسیحون کا استقلال قومی غیرت کے لحاظ سے کہان تک عروج کر چکا ہے۔ وہ اپنے منجی خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری کے اس فقرے کو تادم مرگ یاد رکھتے رہے کہ تو مرنے تک ایماندار رہ تو زندگی کا تاج تجھے دیگا۔

یہ فقرہ نہ صرف زبانی ہی جمع خرچ تھا۔ بلکہ ان بہادرون نے جبکہ مسیح کے علانیہ اقرار کرنے کا وقت آیا تو تلوار کے گھاٹ اتر کر عملی طور سے بھی ثابت کر دکھایا۔ جن کے تذکرے پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یوسیبیوس جو کہ ایک یہودی مورخ اور غیر مسیحی تھا اپنی تواریخ میں اس وقت کے حالات قلمبند کرتے ہوئے یون رقمطراز ہے۔ کہ سینکڑون بلکہ ہزارون مسیحی بے رحمی کے ساتھ مارے گئے۔ کسی کی آنکھ نکالی گئی۔ کسی کی بوٹی بوٹی کاٹی جاتی تھی۔ کسی کو صلیب پر کھینچتے تھے۔ کسی کی گردن اڑائی جاتی تھی۔ کسی کو شکنجے میں کھینچا جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ ہر طرح کی تکلیفین مسیحون کو دی گئیں۔ تاہم مسیحی دین ترقی کرتا گیا۔ اور اپنی روشنی سے دنیا کے ہر پہلو کو یہان تک منور کرتا گیا کہ وہ قومیں جوکہ خواب غفلت میں پڑیں خراٹے مار رہی تھیں اور اپنے تن بدن کی بھی خبر نہیں رکھتی تھیں رفتہ رفتہ جاگ اٹھیں اور اس عجوبہ اور نادر روشنی کو حیرت کی نگاہون سے دیکھنے لگیں۔

ناظرین کو ان چند باتوں سے جوکہ مندرجہ بالا درج ہیں کی بخوبی معلوم ہوگیا کہ ابتدا میں مسیحی دین نے کتنی سختیون کو برداشت کیا اور اُف تک نہیں کی۔ حالانکہ مخالفون نے بے حد اذیتین دین۔ اور ان اذیتون کا زمانہ زمانہ سلف کے مسیحیون تک محدود نہیں رہا بلکہ آج تک مسیحی اذیتیں اٹھاتے اور متواتر ستائے جا رہے ہیں چنانچہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ملک چین میں چند مشنری اور لیڈی صاحبان دھرم کی خاطر بلیدان ہوگئے اور اپنی آئندہ نسلون کے لئے ایک زندہ جاوید نمونہ چھوڑ گئے۔ اسی طرح آرمینیا میں بھی صدہا مسیحی تلوار کے گھاٹ اتار دئے گئے تاہم اُن ممالک میں مسیحی دین معدوم نہیں ہوگیا بلکہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی پر ہے۔

اسمیں تو کچھ شک نہیں کہ ہر شے کو کمالیت کے درجے تک پہنچنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر جو مشکلات مسیحی دین کو درپیش آئیں وہ یگانہ زمانہ ہیں جن کا ثبوت مسیح کے بے شمار بہادرون کے خون سے پایا جاتا ہے جوکہ بے قصور اور بے جرم محض دھرم کی خاطر ذبح کئے گئے نہیں بلکہ مسیح کا اقرار کرکے بہا دیا گیا۔ اور یون مسیحی دین دنیا میں ایک اعلیٰ اور پرصداقت دین ٹھہرا پھر کیون نہ یہہ حقیقی اور سچا دین دنیا میں ترقی کرتا جائے جس کی تہہ میں صداقت کی خاطر بیشمار معصومون کی لاشین قیامت اور زندگی کے انتظار میں دفن ہیں اور دفن ہو رہی ہیں۔

کہان ہیں وہ لوگ جوکہ اکثر کہا کرتے ہیں کہ مسیحی دین کی ترقی زر کے کھیل پر منحصر ہے یعنی کہ مشنری صاحبان لوگون کو روپیہ پیسے وغیرہ اور اور لالچ دیکر عیسائی کرتے ہیں۔ وہ ذرا تواریخ مسیحی پر نظر ڈالیں پھر ندامت سے ان کی اپنی گردن گریبان میں جھکائی پڑیگی۔ اور اس فقرے پر صاد کرنا پڑیگا کہ مسیحی دین ایک جزیرہ ہے جس کے چارون طرف خون کا سمندر لہرین مار رہا ہے۔ اُف! اس فقرے کو لکھتے ہوئے کلیجہ کانپ اٹھا ناظرین یہہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں ایسا ہی ہے اس دین نے خون ہی سے نشو ونما پائی ہے۔ اور بڑھتے بڑھتے یہان تک بڑھا ہے کہ رشک عالم بن گیا ہے۔ اور یہین تک اکتفا نہیں بلکہ دن بدن روبہ ترقی ہے چنانچہ اس امر کی دلیل میں ہم ایک غیر مسیحی شخص کی معلومات کے نتیجے کو ناظرین کے آگے پیش کرتے ہیں جس سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ مسیحی دین کہان تک ترقی کر رہا ہے۔

مسٹر رامچندر چٹرجی ایم۔ اے جوکہ ماڈرن ریویو الہٰ آباد کے ایڈیٹر ہیں ہندؤن کی آبادی پر ایک آرٹیکل لکھتے ہوئے یون تحریر کرتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۱۱ء تک یعنی دس سال کے عرصہ میں ہندؤن کی تعداد چھ لاکھ کے قریب کم ہوگئی حالانکہ مسلمانون کی تعداد زائداز ۸ فیصدی اور عیسائیون کی تعداد میں زائداز ۳۲ فیصدی بیشی ہوئی۔

ناظرین یہہ ہے مسیحی دین کی صداقت اور اُس کی ترقی کا بھید جس کی صداقت کی روشنی آدمیون کے دلون پر یہان تک قبضہ کر لیتی ہے کہ وہ مرنے پر مستعد ہوجاتا ہے کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی مسیح میں ہے اور اس کے بغیر ہم کچھ نہیں کرسکتے یہی راز تھا جس نے کہ زمانہ سلف کے مسیحیوں کو مدت تک ثابت قدم رکھا اور یہی راز ہے جوکہ آجکل لوگوں کو جوکہ حق کے طالب ہیں اپنی طرف کھینچتا ہے اور یون مسیحی دین دن بدن ترقی کرتا جاتا ہے۔ کاشکہ ہر فرد بشر اس کی حقیقت کو دریافت کرے اور مسیح کو قبول کرے جوکہ ہمیشہ کی زندگی کا سرچشمہ ہے۔ فقط والسلام

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم

امیدوار ہوں کہ اس قطعہ کو بھی پرچہ نورافشان کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر مشکور فرماوینگے ؎

نیازمند ولسن از پٹھان کوٹ

قطعہ

خداوند ہے تیری ذات عالی
ہے مجھ سے بیکسوں کا توہی والی

میرا ستار اور غفار ہے تو
میرا رہبر میرا مختار ہے تو

تیری رحمت کا انسان پر ہے سایہ
جو ایسا خاک کو بخشا ہے پایا

جو چاہے سو کرے مالک خدا تو
تری طاقت ہے تیری کبریا تو

زمین و آسمان ہیں کن سے پیدا
اسی سے ہے تیری قدرت ہویدا

کئے پیدا ہیں تونے کوہ و انجار
ستارے مہر و ماہ سب تیرے الوار

یہ ہفت اقلیم اور جو آسمان ہیں
تیری تعریف میں رطب اللسان ہیں

دیا انسان کو رتبہ ہے اعلٰے
ملائک سے دیا رتبہ دو بالا

کہیں سورج سے روشن دن بنایا
کہیں مہتاب سے شب کو سجایا

ستارے اور پروین میں بنائے
انہیں سے آسمان تونے سجائے

نہیں تعریف کر سکتا میں تیری
زبان تعریف سے قاصر ہے میری

تو حاکم اور سب مخلوق محکوم
تجھے اسرار ہیں عالم کے معلوم

خفی اسرار کرتا ہے جلی تو
میرا مشکلکشا میرا ولی تو

عجب دنیا کا ہے سب کارخانہ
بدلتا رہتا ہے ہر دم زمانہ

کوئی مسلم بنا اور کوئی کافر
کوئی مظلوم ہے اور کوئی صابر

کسی نے عشق حق کا ہے کمایا
کسی نے فسق کا جوہر دکھایا

عجب ہے عشق تیرا جسنے پایا
جہان میں المسیح بنکر ہے آیا

کیا ہے تم سے زندہ مردگان کو
دکھائی قدرت حق بے ایمان کو

میں بندہ ہوں ہا غم عصیاں میں مردہ
مجھے بھی تم سے کر دیجیو زندہ

دل و جان سے ہوں میں تیرا فدائی
تیری ہے ہر دو عالم میں خدائی

میں ہوں تیرا مسیحا تو میرا ہے *
میری امیدگاہ توہی سدا ہے

زن و فرزند تونے مجھ کو بخشے
دیئے انعام بھی دنیا کے تونے

بلائے تونے دو فرزند میرے
وہ ہیں آرام میں اب پاس تیرے

قلق انکا میرے دل پر پڑا ہے
چبھا دلمیں میرے کانٹا کھڑا ہے

مجھے اس غم نے ہے اتنا رلایا
مجھے ہی گور میں جیتے سلایا

میرے باقی رہے ہیں دلمیں ارمان
نہیں باقی میری اب جان میں جان

میری آنکھوں پر پردہ چھا گیا ہے۔
سدا کا غم میرا دل کھا گیا ہے کہ

فقط دو بیٹے دو پوتے ہیں باقی
نہ عورت ہے نہ بیٹی ہے پیاری

یسوع سے دمبدم میری دعا ہے
رہیں زندہ خوش یہ التجا ہے

توہی تو ہے سدا حامی ہمارا
تیری ہی ذات کا ہمکو سہارا

بہت صدمات میں نے ہیں اٹھائے
مصائب ہیں زمانے نے دکھائے

تیری امداد نے صابر بنایا
سوا تیرے نہ حامی کوئی پایا

سبھوں کو یار مطلب کا ہے پایا
نہ کوئی وقت اپنے کام آیا

مسیحا میرے میری عرض تو سن
بلائے جلد اپنے پاس ولسن

غموں سے تم نے مجھکو رہائی
میرا اس درد میں ہو تو سہائی

مسیحی دین کے احسان اور ہندوستان پنجاب کی ناشکرگذاری

ہمارے ملکی بزرگ اور پیارے نوجوان یقیناً بصد افسوس جانتے اور مانتے ہیں کہ ہند میں بموجودگی کتب وید پران ایک ایسا تاریک اور اندھا گندہ زمانہ تھا جسمیں رسم ستی اور دختر کشی فہرست پاپ اور گناہ سے علیحدہ بلکہ مہاپن اور شیوہ وفاداری اور جانمردی میں شمار کی جاتی تھی

اور یوں بے ہوش مجنونوں کی طرح خود کشی اور ظلم اور ایذا دہی کا دور دورا تھا۔ جب مسیحی مشنری لوگ گذرا اس اندھی نگری بے نیاز راجہ میں ہوا تو ایسی مکروہ اور بُری رسموں کو دیکھکر انکا جی جل گیا وہ بے اختیار چلا اُٹھے۔ کہ اے مردمان ہندبس کرو باز آؤ یہہ رتھیں تو تمہاری سواری اور آرام کی خاطر ہونی چاہئے اے نادانو تم بجائے اس کے کہ ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اُلٹے سو اپنے آپ کو اُن کے نیچے کچل کر اپنا گھات کرنا مکت پراپتی کا سبب گردانتے ہو۔ ہائے ہائے تم کیسے بے درد اور سنگ دل ہو کہ بیوہ بے کس کو زندہ جلاتے اور معصوم بچی کا گلا گھونٹ کر اس کی جان شیرین کے تباہ کرنے کو مہا پاپ نہیں سمجھتے!!! ع

پیر کو ہاٹا مار یا ظالم اپنے ہاتھ

آج ذرا آنکھ اٹھاکر دیکھو تو۔ اسی ظالم قاتل دختر کُش بے درد مجنونوں کی اولاد کا ایک گروہ کا گروہ مسیحی مذہب کی تعلیم اور مسیحیوں کی نیک صحبت کے فیض سے مستفیض ہو کر ہند و بیوگان کو سہاگن بنانے میں ہر سو کوشاں نظر آرہا ہے اور اُس گروہ کو نہ صرف قوم کی لڑکیوں کی زندگی ہی مطلوب ہے بلکہ انکی پرورش اور تربیت لڑکوں کے موافق اعلےٰ درجے کی کرانا مقصود ہے اور جگن ناتھ کی رتھ کے نیچے کچل کر مرنے کی آرزو چھوڑ کر ایسی تیرتھوں کو جانا فضول اور نکما ثابت کرتا ہوا سودیشی رتھوں اور گاڑی یکے وغیرہ کو سودیشی نشوں کی سواری اور آرام کے قابل بنانے کے لئے ولایت جاکر استاد کا کام سیکھ رہا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ ع

سنگت ہی گن اوپجے سنگت ہی گن جاوا

گھاس پھانس اور مصری ایک ہی بھاؤ بکار

اسمیں کلام نہیں واقعی مسیحی مشنریوں کی کلام معجز نظام نے گویا ان موذی بچہ کش لیٹروں کو خدا کی پاک کلام کی تعلیم کے سانچے میں تربیت دیکر خوب صورت اور پرواز تتلی کی شکل بنا دکھایا۔ مگر افسوس ہے کہ اس خوب صورت تتلی میں زہر دار نیش ناشکر گذاری کا باقی ہے یعنے وہ اس تبدیلی صورت کا سبب تعلیم وید بیان کرتے اور اپنے محسن مسیحی مذہب کو برا کہتے نہیں شرماتے سچ ہے ع

سپاںدے پت نہ ہوندے متر

بھاویں چلیاں دود ھ چگھائی

دور کیوں جاتے ہو تاریخ ہند کے ابتدائی ورق الٹ کر پڑھو اور خیر الورای کی امت کے بزرگوں کے کارنامے سنو۔ کیا در عہد سلطان محمود غزنوی فی کس ہندو دو دو پیہ قیمت پر غلامی میں نہیں بکا تھا؟ اور کیا شاہ اسلام اورنگ زیب بادشاہ سوا من جنیو اتار کر چاشت (چھوٹی حاضری) نوش جان فرمایا کرتا۔ اَلْہٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ نہ پڑھتے تھے؟

ہاں اسلام کے من مانے زمانے کے ایک وہ بھی جوان غازی مرد تھے جنکی تکبیر اللہ اکبر۔ اور قرأت قاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ۔ موجب عمل الصالح تھی۔ لیکن آج ایسے آزاد منش اشخاص جنٹلمین نئے فیشنی مسلمان موجود ہیں جو مشن سکولوں اور کالجوں کی اعلیٰ تعلیم کی برکت سے خصلت انسانیت سے آراستہ و پیراستہ ہو چکے ہیں وہ جنگ و جدل مذہبی کی روادار آیات قرآنی پردل سے اعوذ پڑھتے ہیں لیکن بسم اللہ الحمد اللہ بائبل مجید ہی کی پاک تعلیم پر جو خیر الناس سے پر اور بہتر ہے پہنچا موزوں بتلاتے ہیں۔ کیونکہ اسکی پاک تعلیم کے اثر نے غلامی کا موذی اور ناروا رواج ہند سے دور دفعہ کیا ہے درین چہ شک خیر البشر اور خدا تعالیٰ کی پاک مرضی کا مدعا حرف آزادگی ہی ہے اور بس؛

لیکن ایسے وجود بے سود بھی فی زمانہ موجود ہیں جو پیر کادیان کی بیعت اختیار کر چکے ہیں وہ انجیل مقدس کی تعلیم سے نہ فقط ناراض ہی ہیں بلکہ کلام الصادر پادری صاحبان کو برائی ہے۔ یاد کرنا اپنے پیر جی کی مبعوثیت کا سبب مانتے ہیں۔ افسوس ان سیاہ دلوں کی "قوت انتیاز گویا تپتے لوہے سے جلائی گئی ہے۔ لہٰذا در حق ایشان پڑھو؛

فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضا ولہم عذاب الیم بما کانو یکذبون؛

(ترجمہ)۔ ان کے دلوں میں مرض ہے پھر خدا نے انکو مرض میں بڑھا دیا جھوٹ بولنے کے سبب ان کے لئے دردناک عذاب ہے بقرہ آیت ۹

بے شک ہمیں انکی گندہ کلامی اور آدمیت چھوڑ دینے سے سخت افسوس ہے لیکن ہمکو اُن کے وجود سے کوئی نقصان نہیں ہے۔ کیونکہ ہم ان کے عملیات سے ...... بخوبی واقف اور خبردار ہیں اُن کو مسلمانی اور قرآن سے چنداں غرض نہیں ورنہ وہ اُدتیی موسیٰ وعیسیٰ کے معتقد ہوتے انکی قرآن خوانی بہر حکم گدائی بصیرت دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ہے" ع

ای تماشا گاہ عالم روی تو

جب اس طرح کی قرآن خوانی پیر جی کے مغز میں پراگندگی پیدا کر کے سر پھراتی ہے تو تقویت مغز کے لئے مسیحوں کی قیمت تردید انجیل پر دھریت سے معالجہ مہیا کر کے) کتابیں تصنیف کرتے اور یورپ کے لوگوں کے بدکاروں کی برائیاں مسیحی دین سے منسوب کر کے چھوائی جاتی ہیں اور خاص قیمت پر فروخت کیجاتی ہیں انہیں چال بازیوں سے پیر مشکلکشا کے طنز خوان پکتے اور کادیان میں کوئی ہل چلائے جاتے ہیں؟ دال کا گلا کھلی ہوئی گو ہے اور ان کا پیٹ خدا ہے۔ افسوس ان پر کیونکہ یہہ قائن کی راہ پر چلے اور بلعام کی گمراہی میں مزدوری کے لئے بہ گئے اور قورح کی سی مخالفت میں ہلاک ہوئے۔ خط یہودہ ۱۱ آیت؛

اولئک الذین اشتروا الضللۃ بالہدی۔ ترجمہ یہی ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی بقرہ ۱۵

ناظرین ٹھیک اور درست مسلم الثبوت بات یہی ہے کہ دنیا بھر میں کلام حق ہونے کا رتبہ صرف بائبل مجید ہی کے شان کے شایان ہے دیکھو اس کا فیض چون در آفتاب بہر سے خاص و عام ہے ذرا موازنہ تو کرو کیا جیسا مسیحی مشنریون کا بےلگاؤ احسان (حسب تعلیم بائبل سب سے نیکی کرو) غیر اقوام سے برتا جارہا ہے کجا دیدہ بران قرآن کی تعلیم اس صورت میں اس کے پیرؤں کے وجود سے غیر مذاہب کے حق میں مفید ثابت ہوئی ہے؛ پڑھو دھرم شاستر منوسمرتی میں چار ذات کا سلوک باہم اور ستیارتھ پرکاش میں آریہ اور اناریہ کی جہم جیسی اور قرآن شریف میں تخذوہم و قتلوہم فی سبیل اللہ قائل حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔ انجیل یوحنا ۱/۹؛

بیت پنجابی

ظ۔ ظہور پرنور مسیح یسوع جد وچ پنجاب مفقود ہی سی؛
رسم ستی تے جنگ جدل مذہبی عرب ہند دا خاص مقصود ہی سی؛
تعلیم پوری کچھری تے حلوا منڈا پنڈت ملا واجب درود ہی سی؛
جمیل بردہ فروشی تے تیغ اچی وچ عرب تے ہند موجود ہی سی؛
راقم الحروف ـــــــ بندہ
جمیل الدین مسیحی از شکر گڈھ ضلع گورداسپور

حضرت داؤد کا تجربہ طب میں

المعروف زوفا

ہر ایک بائبل شریف کے پڑھنے والا جانتا ہوگا کہ حضرت داؤد نے اکاون زبور اسکی ساتوین آیت کے پہلے حصے میں یوں فرمایا ہے کہ زوفا سے مجھے پاک کر کہ صاف ہو جاؤں۔ معزز ناظرین یاد رہے کہ عموماً اس قسم کے الفاظ جو طب سے علاقہ رکھتے ہیں بعض مقدسوں کی زبان مبارک سے صادر ہوئے ہیں۔ ہم ان الفاظ کی نسبت یہہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ وہ طب کے جاننے والے تھے یا ایجاد کنندہ تھے مگر یہہ کہ وہ انکی خوبیوں سے واقفیت تو ضرور رکھتے تھے ورنہ یون ہی کوئی بے عمل نہیں کہہ سکتا غرض مطلب یہہ ہے کہ جب کبھی اس قسم کے الفاظ بائبل شریف سے ملتے ہیں تو ڈکشنری یا استاد ایسے معنے بتلاتے ہیں جس سے پوری مراد حصول نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مسیحی یہہ اعتراض کرے کہ ایسے لفظوں کی تشخیص کرنے سے فائدہ کیا تو معلوم ہو کہ جو شخص بائبل شریف کے راز پنہان سے تعلیم تحصیل کرنا نہیں چاہتا ثابت ہوا کہ اُس کا ایمان اندھا ہے۔ سو ناظرین ایسے لفظوں کی بابت جو کچھ اس احقر نے سیکھا ہے اگر مفید عوام الناس ہو تو گاہ بگاہ ہدیہ ناظرین کیا کرونگا اور امید واثق ہے کہ بہت سے مسیحی بھائی لفظ زوفائے کی تشخیص سے مستفیض ہو کر اپنی دعاؤں میں یاد کیا کرینگے یعنے یہہ کہ اس قسم کی برکت کے لئے خدا روح القدس عنایت کرے تاکہ اُسکی منزلہ مکتوبات زندہ گواہ ہونے کے لائق ہو جائیں اور مسیح کی وفاداری پشت در پشت قائم ہوتی چلی جاوے اور ان ناظرین کے لئے یہی دعا کرتا کہ وہ نقطہ چینی سے باز رہیں تاکہ مسیح کی خدمت میں تفاوت نہ ہو؛

اب تشریح زوفائے کی یون ہے :-

زوفائے دو قسم میں منقسم ہے۔ زوفا ریابس و زوفائے رطب ہر دو اقسام میں چندان فرق نہیں ہے۔ مگر بقول اطبائے کے ثابت ہوتا ہے کہ جس زوفائے کی بابت حضرت داؤد نے زبور شریف میں ذکر کیا ہے غالباً زوفائے یابس ہے؛

زوفا کی صحت لفظی بضم زا۔ و سکون واؤ۔ فتح فا اور الف کے اُسکو فارسی میں سنگل میش اور ترکی میں شقلدان کہتے ہیں۔

ماہیت ایک گھاس ہے زمین پر پھیلی ہوئی پتے اس کے مشابہ صعتر بستانی اور مرزنجوش اور ساتھ چکناہٹ کے شاخین اُسکی گرہ دار ہر گرہ پر زردی مائل پھول بغیر بیج کے اور مزا اس کا کڑوا اور اُس کے پتون کی شکل مانند مہندی کے اور سب سے عمدہ بیت المقدس کیطرف سے لاتے ہیں؛

طبیعت۔ اس کی دوسرے درجے میں گرم اور اوّل میں خشک اور کوہی زیادہ بستانی سے خشک و گرم؛

افعال و خواص۔ ملطف۔ مسہل۔ بلغم اور مخرج ریاح غلیظ اور کیڑے معدے کے اور خون بستہ کا محلل اورام ہے اور واسطے فالج اور پرانی کھانسی اور ورم ریح اور نزلہ اور ورم پھیپھڑے اور درد سینہ اور درد پہلو یعنے پسلی اور درد زانوں اور درد معدہ اور درد جگر اور درد قولنج اور درد کان کے لئے دھوان اور زہریلے جانوروں کے لئے اس کا دھوآں اور ورم امعا یعنے انتڑیوں میں سوزش اور درد دانت کے لئے اُسکی کلی کرنا اور جوشاندہ خشاندہ وغیرہ کئی ایک قسم کے تیار ہو سکتے ہیں۔ حاصل کلام غرض یہہ ہے واقعی حضرت داؤد نے اس چھوٹی سی بوٹی کو جو اتنی بیماریوں پر حاوی ہے نہایت ہی سریع الاثر و حفظ ماتقدم جانکر خدا کی حضوری میں اس بوٹی کا نام لیا پس ثابت ہوا کہ زوفائے ایک پاک چیز ہے اور قیمتی بھی ہے۔ کیون نہ ہو جو خود روشن ہوتے ہیں وہ اوروں کو بھی روشن کرتے ہیں۔ کاشکہ زوفا کے جاننے والوں میں زوفائے کی سی فیض رسانی ہوتی تو کتنی بڑی بات ہوتی فقط زیادہ والسلام؛ قاضی غلام مسیح از امرت سر

دی منترا

یہہ ایک ماہواری مشنری جرنل ہے قیمت سالانہ معہ

محصول ڈاک موازی چھ آنے نمونہ کی کاپی مفت روانہ ہوتی ہے۔

المشتہر

یو۔ کے ماجھی گوپال گنج فریدپور

اشتہارات

ضرورت

ہوشیارپور کے گرلس آرفنیج میں دو استانیوں کی ضرورت ہے۔

(۱) ایک استانی جو انگریزی میں انٹرنس پاس شدہ ہو تنخواہ اس استانی کے لئے ۳۰ روپیہ ماہوار اور رہائش کے واسطے مکان

(۲) ایک استانی جو انگریزی میں مڈل پاس شدہ ہو تنخواہ اس استانی کے لئے ۸ روپیہ ماہوار اور رہائش کے لئے مکان

درخواستیں معہ نقل سارٹیفکیٹ ذیل کے پتہ پر بھیجی جاویں۔

المشتہر

پادری کے۔ سی۔ چٹرجی۔ ڈی۔ ڈی ہوشیارپور

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبان میں مسیحی کارندوں کی خاطر شائع ہوتا ہے۔ اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دیجاتی ہے۔

شرح چندہ حسب ذیل ہے

عوام سے	۲ سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	۱؍۸ "
" پچیس " "	۱ "
" پندرہ " "	۱۲؍ "
ادنےٰ ترین نرخ	۱۲؍ "

نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

کل درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں۔

المشتہر

ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد

پریسبیٹرین بیواؤں و یتامیٰ کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۵۳ء میں قائم ہوا ہے۔ تین سو سے زیادہ اشخاص اس فنڈ میں شریک ہو چکے ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۶۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے۔ اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کمی اور اس قسم کے فنڈوں سے بہت ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد و عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے۔ مردوں کو پیرانہ سالی میں اور مستورات کو بیوگی کی حالت میں اور بچوں کو یتامےٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتی ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپیکٹس روانہ کیا جاتا ہے۔

المشتہر

پادری والٹر۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجنگ ڈائرکٹر نولکھا۔ لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۲ معہ ضمیمہ ۳
" " " معہ محصولڈاک " ۲؍۸ " ۳؍۸

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاویگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۲	۳؍	۵
چوتھائی کالم	۳؍	۵	۸
نصف کالم	۵	۸	۱۲؍۸
پورا کالم	۸	۱۲؍۸	۲۰
پورا صفحہ	۲۰	۳۰	۵۰

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲؍ مابعد کے لئے ایک آنہ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول ۱؍
" " " " " معہ محصول ۱؍۸

قیمت آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۱

پادری ایچ گولک ناتھ صاحب بی۔ اے ایڈیٹر و منیجر نورافشان ساکن پھلور کے لئے لودیانہ مشن سٹیم پریس میں زیر اہتمام وائلی لارنس کے چھپا